

Al-Mīthāq

(Research Journal of Islamic Theology)

Published by: HIRA *Institute of Social Sciences Research & Development*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 04, October - December 2026, PP 47-55
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article Timeline:	*Received:* 03-09-2026	*Accepted:* 10-10-2026	*Published:* 16-10-2026

Disclaimer:
Responsibility for the accuracy of the stated facts rests solely with the authors. Opinions expressed in *"Al-Mīthāq"* are those of the authors and not necessarily endorsed by either the Editorial board or the Institute.

انسائیکلوپیڈیا آف دی قرآن برل کے مطبوعہ مضمون نکاح وطلاق کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ

A Critical and Analytical Study of the Article 'Marriage and Divorce' in Brill's Encyclopedia of the Qur'an

Hafiz Muhammad Waqas [1] *Dr. Yasir Arfat* [2]

Abstract

This paper presents an analytical critique of the article "Marriage and Divorce" contributed by Harald Motzki to Brill's Encyclopaedia of the Qurʾān. Using a descriptive and analytical methodology, this study examines his claims regarding the structural and legal aspects of Qur'ānic family laws, which he frequently reduces to patriarchal and transactional mechanics. This paper argues that Motzki's analysis relies on legacy Western orientalist frameworks specifically those of W. Robertson Smith, G. H. Stern, and W. M. Watt that neglect the overarching ethical context of the Qur'ān. It refutes his assertions by scrutinizing six central claims: that spousal selection is formulated from a masculine perspective; that mahr represents a commercial investment; that male-initiated divorce implies the wife is legal property; thatwomen lack unilateral pathways to marital dissolution; that polygamy was uncommon in pre-Islamic Arabia; and that divorce is deterred primarily by financial loss to the husband. By engaging with modern Muslim scholarship, the study counters these narratives, demonstrating that the Qur'ānic framework anchors marriage in a solemn covenant (mīthāqan ghalīẓan) defined by mutual love (mawadda), mercy (raḥma), and equity (maʿrūf). Ultimately, the paper

[1]***Corresponding Author,*** *Ph. D Scholar (Islamic Studies), Government College University, Faisalabad.* waqas.ashrafmughal@gmail.com

[2]*Associate Professor, Department of Islamic and Arabic Studies, Government College University, Faisalabad.* yasirawan@gcuf.edu.pk

concludes that the encyclopaedia entry falls short of capturing the systemic balance of Islamic jurisprudence, which guarantees women significant legal agency and financial autonomy.

Keywords

Marriage, Divorce, Mahr, Khulʿ, Harald Motzki, Encyclopaedia of the Qurʾān, Orientalism, Islamic Family Law

تعارف

خاندان انسانی معاشرے کی بنیادی اکائی اور نکاح اسی ادارے کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید میں نکاح محض ایک شخصی معاہدہ یا دو افراد کے باہمی تعلق کا نام نہیں، بلکہ انسانی عفت، نسب کی حفاظت، باہمی سکون، نسل کی تربیت، معاشی ذمہ داری اور وسیع تر معاشرتی استحکام سے مربوط ایک ادارہ ہے۔ قرآن نے زوجین کے قانونی حقوق متعین کرنے کے ساتھ ساتھ "معروف"، "احسان"، "مودت"، "رحمت"، "میثاقاً غلیظاً" اور "عدم ضرر" جیسے اخلاقی تصورات کو ازدواجی زندگی کا معیار بنایا ہے۔ قرآن نے نکاح کو محض جنسی رسائی، نفقہ اور اطاعت کی تبادلہ جاتی منطق تک محدود نہیں کیا، بلکہ اسے سکون، حفاظت اور قلبی قرار کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ جہاں تک طلاق کا تعلق ہے، قرآن اسے فوری جذباتی رد عمل کی بجائے اصلاح، ثالثی اور عدت کے مراحل سے گزار کر آخری راستہ بناتا ہے، اور خلع کے ذریعے عورت کو بھی رہائی کا مؤثر حق دیتا ہے۔

مستشرقین نے اسلام کے مختلف پہلوؤں پر جو علمی و تحقیقی کام کیا، اس میں انسائیکلوپیڈیا آف دی قرآن کا مقام بہت بلند ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف دی قرآن چھ جلدوں پر مشتمل ایک علمی دائرہ معارف ہے، جس کی مدیرہ جین ڈیمن میک اولف (Jane Dammen McAuliffe) ہیں۔ یہ انسائیکلوپیڈیا برل نے لائیڈن، نیدرلینڈز سے 2001 سے 2006 کے درمیان شائع کیا۔ اس میں 278 مصنفین کے مضامین شامل ہیں، جن میں جدید قرآنی علوم، اسلامی فقہ، تاریخ اور سماجی علوم کے ماہرین شامل ہیں۔ اس انسائیکلوپیڈیا میں ہارالڈ موٹزکی (Harald Motzki) کا مقالہ Marriage and Divorce نکاح وطلاق کے قرآنی احکام، تاریخی پس منظر اور فقہی تفصیلات کا جائزہ لیتے ہوئے مختلف تعبیرات پیش کرتا ہے۔ زیر نظر بحث میں موٹزکی کے اس مضمون کا تنقیدی و تجزیاتی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

مصنف کا تعارف

ہارالڈ موٹزکی (Harald Motzki، 1948–2019) جرمنی کے معروف علوم اسلامیہ کے محقق تھے۔ انہوں نے جامعہ نیجمیگن (Radboud University Nijmegen) میں تدریس و تحقیق کے امور سرانجام دیے۔ ان کے تحقیقی میدان میں حدیث، فقہ، اسلامی عائلی قوانین، اسلامی قانون، سیرت، اور ابتدائی اسلامی تاریخ شامل تھے۔[1]

موٹزکی کی اہم کتب کا تعارف

1.The Origins of Islamic Jurisprudence: Meccan Fiqh before the Classical Schools[2]

یہ کتاب اسلامی فقہ کی ابتدائی تشکیل کا تاریخی تجزیہ پیش کرتی ہے، خاص طور پر مکہ کی فقہی روایت و مکاتبِ فکر سے قبل ادوار پر بحث کرتی ہے۔ موٹزکی نے اس کتاب میں واضح کیا کہ اسلامی فقہ کی ابتدائی تحریری روایت مکاتب کی تشکیل سے پہلے ہی موجود تھی، جس سے انہوں نے مشرقی اور مغربی دونوں علمی حلقوں میں اہم مقام حاصل کیا۔

2. Hadith: Origins and Developments[3]

یہ کتاب حدیث کی ابتدائی تاریخ، اسناد کی تنقید اور اسلامی قانون کی تشکیل میں حدیث کے کردار کا علمی جائزہ پیش کرتی ہے۔ موٹزکی نے اس میں حدیث کے متن اور اسناد کے تجزیے کا ایک منہج پیش کیا جسے "تحلیلِ سند و متن" یعنی Isnad-cum-Matn Analysis کا نام دیا جاتا ہے، جس کے ذریعے حدیث کی تاریخی حیثیت کا تعین ممکن ہوتا ہے۔

3.Analyzing Muslim Traditions: Studies in Legal, Exegetical and Maghazi Hadith[4]

یہ کتاب 502 صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں حدیث کی مختلف انواع، قانونی، تفسیری اور مغازی روایات کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ موٹزکی نے اس کتاب میں واضح کیا ہے کہ احادیث کے متن اور اسناد کے محتاط تجزیے کے ذریعے اسلامی روایات کی تاریخ کو زیادہ درستگی سے تشکیل دیا جاسکتا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا آف دی قرآن میں موٹزکی کے مضامین کا تعارف

موٹزکی نے انسائیکلوپیڈیا آف دی قرآن کے لیے درج ذیل مضامین لکھے:

1.Bridewealth(مہر/حقِ مہر)[5]

اس مضمون میں انہوں نے قرآن مجید میں نکاح کے وقت عورت کے لیے مقرر کیے جانے والے مالی حق یعنی "مہر" کے تصور پر بحث کی ہے۔ مضمون میں واضح کیا گیا ہے کہ قرآن کس طرح مہر کو شوہر کی طرف سے بیوی کے لیے ایک لازمی تحفہ اور اس کا ذاتی حق قرار دیتا ہے۔ موٹزکی کے مطابق یہ قبل از اسلام (زمانہ جاہلیت) کے اس رواج کی اصلاح تھی جہاں مہر عورت کے ولی یا باپ کو دیا جاتا تھا۔

2.Chastity(عفت/پاکدامنی)[6]

یہ مضمون قرآنی اخلاقیات میں پاکدامنی اور حیا کی اہمیت پر روشنی ڈالتا ہے۔ موٹزکی نے قرآن میں عفت کے لیے استعمال ہونے والی اصطلاحات (مثلاً حصن، عفّت) کا تجزیہ کیا ہے۔ انہوں نے مرد اور عورت دونوں کے لیے نظریں نیچی رکھنے، زنا سے بچنے اور پاکدامن رہنے کے احکامات (جیسے سورہ النور اور سورہ الاحزاب میں ہیں) کے سماجی اور قانونی پہلوؤں کو بیان کیا ہے۔

3.Mushaf(مصحف)[7]

یہ ایک انتہائی اہم علمی مضمون ہے جس میں قرآن مجید کی کتابی شکل (مصحف) کی تاریخ تدوین کا جائزہ لیا گیا ہے۔ لفظ "مصحف" کا مطلب "صحیفوں یا ورقوں کا مجموعہ" ہے۔ ہارالڈ موٹزکی چونکہ حدیث اور ابتدائی اسلامی تاریخ کے ماہر تھے، اس لیے انہوں نے تاریخی روایات کی روشنی میں عہدِ رسالت سے لے کر عہد صدیقی و عثمانی میں قرآن مجید کتابی شکل (مصحف عثمانی) میں جمع کرنے کے مراحل اور اس کے متن (Textual History) پر تفصیلی بحث کی ہے۔

4.Namus(ناموس)[8]

یہ مضمون "ناموس" کی اصطلاح کے لغوی، تاریخی اور قرآنی استعمال کے گرد گھومتا ہے۔ اسلامی روایات (خاص طور پر قرآن و حدیث) میں "ناموس" کا لفظ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے لیے استعمال ہوا ہے جو اللہ کا راز (وحی) انبیاء تک لاتے تھے۔ موٹزکی نے اس مضمون میں یونانی لفظ Nomos (قانون / شریعت) اور سامی زبانوں کے اشتراک سے اس لفظ کے ارتقاء اور اسلامی فکر میں اس کے معنی (رازدار یا شریعت لانے والا فرشتہ) کو واضح کیا ہے۔

5.Waiting Period(عدت)[9]

اس مضمون میں طلاق یا شوہر کے انتقال کے بعد عورت کے لیے مقررہ انتظار کی مدت (عدت) کے فقہی اور قرآنی احکام بیان کیے گئے ہیں۔ انہوں نے سورہ البقرہ اور سورہ الطلاق کی آیات کی روشنی میں عدت کے مختلف قوانین (مثلاً تین حیض، چار مہینے

دس دن، یا وضع حمل) کے پیچھے چھپی حکمتوں، جیسے نسب کی حفاظت (اختلاطِ نسب سے بچنا) اور میاں بیوی کے تعلقات کو دوبارہ جوڑنے کے امکانات پر علمی گفتگو کی ہے۔

موٹزکی کے فکری ماخذ

مقالے کی بنیاد سے واضح ہے کہ موٹزکی نے اپنے نتائج مکمل طور پر خود قائم نہیں کیے بلکہ انیسویں اور بیسویں صدی کے کئی معروف مغربی محققین سے استفادہ کیا اور ان کو بطور حوالہ مضمون میں شامل کیا۔ ان میں W. Robertson Smith (1846ء–1894ء) کا قدیم عرب میں قرابت اور نکاح سے متعلق نظریہ، Gertrude H. Stern (1901ء–1981ء) کا ابتدائی اسلام میں نکاح اور خاندانی اداروں سے متعلقہ تحقیق، اور W. Montgomery Watt (1909ء–2006ء) کی محمد ﷺ مدینہ میں اور اسلامی عہد نبوی کے خاندانی اداروں سے متعلق تاریخی تحقیق نمایاں ہیں۔[10]

موٹزکی کے مقالہ Marriage and Divorce کا تنقیدی جائزہ

ذیل میں موٹزکی کے مقالہ Marriage and Divorce کا تنقیدی جائزہ پیش کیا جارہا ہے:

قرآن میں انتخاب شریک حیات کے قواعد کو "مردانہ زاویہ سے متاثر" قرار دینا

موٹزکی لکھتے ہیں:

> "There are rules concerning the choice of partners, largely formulated from the perspective of Muslim men."[11]
>
> شریکِ حیات کے انتخاب سے متعلق بعض قواعد وضوابط موجود ہیں، جن کی تشکیل زیادہ تر مسلمان مردوں کے نقطۂ نظر سے کی گئی ہے۔

یہ مشاہدہ جزوی طور پر ہے، جس میں صرف صیغہ خطاب سے پورے قانونی منہج کو "مردانہ زاویہ" کے زیر سایہ قرار دیا گیا ہے۔ قرآن احکام نکاح میں عورت کے مہر کو اس کی ملکیت قرار دیتا ہے، جبری طور پر عورتوں کے وارث بننے سے روکتا ہے، عورت کو معروف کے مطابق حقوق دیتا ہے، اور ازدواجی نزاع میں دونوں خاندانوں سے ثالث مقرر کرتا ہے۔

محمد ہاشم کمالی نے Shariah Law: An Introduction میں واضح کیا کہ شریعت نے نکاح کو ایک مقدس معاہدہ قرار دیا ہے جس میں دونوں فریق برابر کے شرکاء ہیں۔ ان کے مطابق، نکاح کے وقت مرد اور عورت دونوں برابر کے فریق ہیں، اور اسی طرح اس کا خاتمہ بھی صرف شوہر کا خصوصی حق نہیں۔ کمالی نے یہ بھی واضح کیا کہ "شریعت نے بیوی کو نکاح کے خاتمے کے لیے شوہر سے زیادہ بنیادیں فراہم کی ہیں"، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلامی قانون میں عورت کے حقوق کو مکمل طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔[12]

مصطفی السباعی (1915ء–1964ء) نے المرأة بين الفقه والقانون میں عورت کے مقام نکاح کو محض ناجائز قانونی حیثیت میں محدود کرنے کی بجائے اس کے شرعی حقوق، رضامندی اور خاندانی ذمہ داریوں کے مجموعی تناظر میں دیکھا۔ انہوں نے واضح کیا کہ اسلامی قانون میں ہر وہ حکم جو مرد سے مخاطب ہے وہ عورت سے بھی مخاطب ہے، اور اسلامی قانون صنفی اعتبار سے غیر جانبدار ہے۔[13]

عبدالکریم زیدان (1917ء–2014ء) نے المفصل في أحكام المرأة والبيت المسلم في الشريعة الإسلامية میں نکاح کے حقوق و فرائض کو الگ مگر مربوط قانونی ابواب میں منظم کیا ہے۔ زیدان نے اس کتاب میں عورت کے حقوق نکاح کو جامع اور منظم انداز میں پیش کیا ہے، اور واضح کیا کہ اسلام میں عورت کی قانونی حیثیت خود مختار ہے، نہ کہ مرد کی ماتحت۔[14]

موٹزکی کا یہ دعویٰ کہ شریک حیات کے قواعد "مردانہ زاویہ" سے وضع کیے گئے ہیں، قرآنی قانون کی جامعیت کو محدود

کرتا ہے۔ محمد ہاشم کمالی، مصطفی السباعی اور عبد الکریم زیدان جیسے محققین نے واضح کیا کہ خطاب کی لسانی صورت اور حقوق کی اخلاقی ساخت میں فرق کرنا ضروری ہے۔ کمالی نے خاص طور پر اس نکتے پر زور دیا کہ شریعت نے عورت کو نکاح کے خاتمے کے لیے مرد سے زیادہ بنیادیں فراہم کی ہیں۔

مہر کو "سرمایہ کاری" قرار دینا

موٹزکی لکھتے ہیں:

> "A divorce costs the man not only his wife but also the investment he has made to marry her."[15]
>
> طلاق کی صورت میں مرد نہ صرف اپنی بیوی سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ وہ مالی سرمایہ کاری بھی ضائع ہو جاتی ہے جو اس نے اس سے شادی کرنے کے لیے کی ہوتی ہے۔

قرآن مہر کے لیے "نحلہ" کا لفظ لاتا ہے:

وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحلَةً[16]

اور عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کرو۔

چنانچہ محمد ابو زہرہ (1898ء–1974ء) نے الأحوال الشخصیۃ میں مہر کو نکاح کے قانونی اثرات میں شامل کیا ہے، نہ کہ عورت کی ملکیت یا شخصیت کے عوض۔ انہوں نے واضح کیا کہ مہر عورت کا حق ہے جو اس کی خالص ملکیت بن جاتا ہے، اور شوہر کو اس پر کوئی اختیار نہیں رہتا۔[17] وہبہ الزحیلی (1932ء–2015ء) نے الفقہ الإسلامي وأدلتہ میں واضح کیا کہ مہر شوہر کی طرف سے عورت کو خوش دلی سے دیا جانے والا تحفہ ہے اور عورت اس کی مستحق ہے۔[18] عبد الکریم زیدان نے المفصل میں مہر کو عورت کا خالص حق قرار دیا جو اس کی مستقل ملکیت بن جاتا ہے۔ انہوں نے نکاح کے مالی حقوق کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے واضح کیا کہ مہر کی ادائیگی شوہر کی ذمہ داری ہے اور اس کی وصولی عورت کا حق، لیکن یہ عورت کی ذات کی قیمت نہیں۔[19]

مصطفی السباعی نے المرأة بين الفقه والقانون میں مہر کے قرآنی تصور کا تجزیہ کرتے ہوئے واضح کیا کہ مہر عورت کا وہ حق ہے، جو نکاح کے وقت اسے خوش دلی سے دیا جاتا ہے، اور یہ عورت کی عزت اور وقار کی علامت ہے، نہ کہ اس کی قیمت۔[20]

موٹزکی کا یہ دعویٰ کہ مہر شوہر کی "سرمایہ کاری" ہے اور طلاق اس سرمایہ کاری کا خسارہ ہے، قرآنی تصور سے متصادم ہے۔ محمد ابو زہرہ، وہبہ الزحیلی، عبد الکریم زیدان اور مصطفی السباعی جیسے فقہاء نے واضح کیا کہ مہر عورت کا خوش دلی سے ادا کیا جانے والا حق ہے، نہ کہ شوہر کی سرمایہ کاری۔

عورت کے اختیار طلاق کو "شوہر کی ملکیت، بشمول خود عورت" سے جوڑنا

موٹزکی لکھتے ہیں:

> "If the wife had the power to divorce, she would have power over his property, including herself."[21]
>
> اگر بیوی کو طلاق دینے کا اختیار حاصل ہوتا، تو اسے شوہر کی جائیداد، حتیٰ کہ اپنی ذات پر بھی اختیار حاصل ہو جاتا۔

یہ تعبیر "خود عورت سمیت" عورت کو شوہر کی ملکیت میں شمار کرتی ہے، جبکہ قرآن میں مہر کو عورت کی خالص ذاتی ملکیت تسلیم کیا گیا اور نکاح کو قانونی معاہدہ کہا گیا ہے۔

کیسیا علی نے Marriage and Slavery in Early Islam میں فقہاء کے تصور نکاح کا تجزیہ کیا۔ انہوں نے

واضح کیا کہ نکاح کو بیان کرنے کے لیے ملکیت اور غلامی کی اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں، لیکن اسلامی نکاح غلامی کے مترادف نہیں۔ کیسیا علی نے نکاح کے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اگرچہ قدیم فقہی زبان میں ملکیت کے مفاہیم موجود تھے، مگر اسلامی نکاح میں عورت کی قانونی حیثیت خود مختار رہی۔[22]

محمد ہاشم کمالی نے Divorce and Women's Rights: Some Muslim Interpretations of S. 2:228 میں واضح کیا کہ قرآن کے احکام طلاق عموماً زوجین کے حقوق کی اساس برابری، قدر اور باہمی مساوات پر مبنی ہیں۔ ان کے مطابق، قرآنی اصول 2:228 کو مرکز میں رکھا جائے تو حقوق و ذمہ داریوں کی تصویر محض یک طرفہ اطاعت کی نہیں رہتی۔[23] عبدالکریم زیدان نے المفصل میں نکاح کے حقوق اور "ملکیت مال" کو الگ قانونی دائرہ کار قرار دیا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ اسلامی فقہ میں نکاح سے پیدا ہونے والے حقوق اور ملکیت مال الگ قانونی تصورات ہیں، اور انسان اور مال کی ملکیت ایک ہی زمرہ میں نہیں۔[24] وہبہ الزحیلی نے الفقه الإسلامي وأدلته میں نکاح کے حقوق کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے واضح کیا کہ نکاح میں عورت کی قانونی حیثیت خود مختار ہے، اور شوہر کو اس کی ذات پر کوئی ملکیت حاصل نہیں۔[25]

موٹزکی کا یہ دعویٰ کہ عورت کو طلاق کا اختیار ہوتا تو اسے شوہر کی ملکیت پر اختیار حاصل ہو جاتا، اسلامی قانونی تصور سے متصادم ہے۔ کیسیا علی، محمد ہاشم کمالی، عبدالکریم زیدان اور وہبہ الزحیلی جیسے علماء نے واضح کیا کہ اسلامی فقہ میں نکاح سے پیدا ہونے والے حقوق اور ملکیت مال الگ قانونی تصورات ہیں۔

عورت کے حق اختلاع کو صرف شوہر کے طریقہ طلاق سے جانچنا

موٹزکی لکھتے ہیں:

> "The husband has the right to divorce his wife unilaterally, but the wife does not have the right to divorce her husband in this fashion."[26]
>
> شوہر کو یک طرفہ طور پر اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حق حاصل ہے، لیکن بیوی کو اس انداز میں اپنے شوہر کو طلاق دینے کا حق حاصل نہیں ہے۔

محمد ہاشم کمالی نے واضح کیا کہ اسلامی فقہ میں نکاح کے خاتمے کے متعدد مستقل راستے موجود ہیں: جیسے کہ طلاق، خلع، تفویض طلاق، فسخ، اور قضائی تفریق۔ مزید یہ کہ "طلاق کو ایک مسلمان مرد کی حتمی طاقت سمجھنا ایک غلط فہمی ہے، کیونکہ یہ حقیقت نکاح کے خاتمے کی دیگر صورتوں کو نظر انداز کرنے سے چھپ جاتی ہے"۔ انہوں نے مزید کہا کہ "شریعت نے نکاح کے خاتمے کے لیے عورت کو مرد سے زیادہ بنیادیں فراہم کی ہیں"۔[27]

کیسیا علی نے واضح کیا کہ اسلامی فقہ میں عورت کے لیے خلع اور دیگر راستے موجود تھے، اگرچہ ان کا طریقہ کار مرد کے طلاق سے مختلف ہے۔ کیسیا علی نے اپنی تحقیق میں فقہاء کے تصور نکاح کا تجزیہ کرتے ہوئے واضح کیا کہ عورت کے نکاح ختم کرنے کے حقوق کو فقہی تفصیلات میں تسلیم کیا گیا ہے۔[28] عبدالکریم زیدان نے المفصل میں خلع، تفریق اور طلاق کو الگ قانونی ابواب میں منظم کیا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ عورت کے لیے نکاح ختم کرنے کے متعدد قانونی راستے موجود ہیں۔[29] وہبہ الزحیلی نے واضح کیا کہ خلع کی صورت میں عورت جو کچھ دے کر رہائی حاصل کرتی ہے وہ اس کا مؤثر قانونی راستہ ہے، اور یہ عدالتی فیصلے کے بغیر بھی واقع ہو سکتا ہے۔[30]

اسماء بارلاس نے Believing Women in Islam: Unreading Patriarchal Interpretations of the Qur'an میں حقوق نسواں اور مساوات پر مبنی تعبیرات پیش کی۔ انہوں نے طلاق کی آیات کا تجزیہ کرتے ہوئے واضح کیا کہ

قبل از اسلام عرب عورتوں کو طلاق کا کوئی حق نہیں تھا، جبکہ قرآن نے عورت کو طلاق کے حقوق دیے اور مرد کی مطلق طلاق کی طاقت کو محدود کیا۔ بارلاس نے مختلف تفاسیر کا تجزیہ کرتے ہوئے واضح کیا کہ آیت 2:228 میں "درجہ" کے لفظ کا ترجمہ کیسے مختلف تعبیرات کو جنم دیتا ہے۔ ان کے مطابق، قرآن کے حقوق نسواں کی تعبیر میں ثقافتی اثرات نے اہم کردار ادا کیا ہے، اور قرآن کا اصل پیغام عورت و مرد کی مساوات پر مبنی ہے۔[31]

موٹزکی کا یہ دعویٰ کہ بیوی کو اسی طریقے سے طلاق کا حق نہیں، اگر صرف فنی فرق تک محدود رکھا جائے تو قابلِ فہم ہے۔ چونکہ مصنف کی رائے نامکمل اور مبہم ہے، تو اگر اسے عورت کے مؤثر حقِ اختلاع کی نفی اور عدم مساوات کے طور پر پڑھا جائے تو تصویر نامکمل ہو جاتی ہے۔ محمد ہاشم کمالی، کیسیا علی، عبدالکریم زیدان، وہبہ الزحیلی اور اسماء بارلاس جیسے دانشوروں نے واضح کیا کہ اسلامی فقہ میں نکاح کے خاتمے کے متعدد مستقل راستے موجود ہیں۔ شریعت نے عورت کو نکاح کے خاتمے کے لیے مرد سے زیادہ بنیادیں فراہم کی ہیں۔

تعدد ازواج کو تاریخی طور پر غیر مروج قرار دینا

موٹزکی لکھتے ہیں:

> "Contrary to what Muslim commentaries claim, polygamy does not seem to have been a prevalent social custom in pre-Islamic Mecca and Medina."[32]
>
> مسلمان مفسرین کے دعووں کے برعکس، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سے قبل مکہ اور مدینہ میں تعددِ ازدواج (ایک سے زائد بیویاں رکھنے) کا رواج معاشرے میں زیادہ عام نہیں تھا۔

سید ابوالاعلی مودودی (1903ء–1979ء) نے تفہیم القرآن میں تعدد ازواج کو قرآن کی شرط عدل کے تحت بیان کرتے ہوئے واضح کیا کہ یہ مطلق و غیر مشروط حق نہیں۔ مودودی نے آیت 4:3 کے تناظر میں یتیموں کے حقوق، عدل کی شرط اور تعدد ازواج کی حد بندی کو تفصیل سے بیان کیا۔[33] ابن عاشور (1879ء–1973ء) نے التحریر والتنویر میں آیت 4:3 کے تناظر میں یتیموں کے حقوق اور عدل کی شرط کو حکم کی اخلاقی بنیاد کا حصہ قرار دیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ تعدد ازواج کا حکم محض ایک تاریخی رواج کی منظوری نہیں بلکہ ایک اخلاقی شرط کے ساتھ مشروط ہے۔[34]

فضل الرحمن (1919ء–1988ء) نے Major Themes of the Qur'an میں واضح کیا کہ قرآن کا اخلاقی مقصد تعدد ازواج کو عدل کی شرط کے ساتھ محدود کرنا ہے، اور اگر عدل ممکن نہ ہو تو ایک ہی بیوی پر اکتفا کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ قرآن کی اخلاقی تعلیمات یک زوجگی (Monogamy) کی طرف مائل ہیں۔[35]

محمد ہاشم کمالی نے تعدد ازواج کے موضوع کو عدل کی شرط کے تحت بیان کرتے ہوئے واضح کیا کہ قرآن نے تعدد ازواج کو مطلق غیر مشروط حق کی بجائے ایک اخلاقی شرط کے ساتھ محدود کیا ہے۔[36] یوسف القرضاوی (1926ء–2022ء) نے الحلال والحرام في الإسلام میں تعدد ازواج کے موضوع کو زیر بحث لاتے ہوئے واضح کیا کہ قرآن نے تعدد ازواج کو عدل کی شرط کے ساتھ مشروط کیا ہے، اور اگر عدل ممکن نہ ہو تو ایک ہی بیوی پر اکتفا کرنا ضروری ہے۔[37]

موٹزکی کا یہ دعویٰ کہ قبل از اسلام تعدد ازواج عام نہیں تھا، ایک تاریخی مفروضے کو قرآنی حکم کی اخلاقی بنیاد پر حاکم بنا دیتا ہے۔ قبل از اسلام تعدد ازواج کا رواج عام تھا، جس کو قرآن نے ایک اصول اور عدل کی شرط کے ساتھ مقید کیا۔

حاصلِ بحث

قرآن مجید کی تعلیمات میں نکاح ایک اخلاقی و روحانی نظم ہے، جس کی بنیاد سکون، مودت، رحمت، پختہ عہد، معروف، احسان، عدل، رضامندی، دفع ضرر اور باہمی حقوق پر قائم ہے۔ یہ نظم نہ محض قانونی معاہدہ ہے، نہ جنسی رسائی کا ذریعہ، نہ یک طرفہ اطاعت کا نظام، اور نہ ایسی سرمایہ کاری جس میں عورت کو شوہر کی ملکیت سمجھا جائے۔ زوجین کے تعلق میں قرآن نے توازن قائم کیا ہے۔ مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کے لیے لباس ہیں، دونوں کے حقوق معروف کے مطابق ہیں، اور دونوں کی جواب دہی اللہ کے سامنے ہے۔ مہر عورت کا خالص حق ہے، نفقہ شوہر کی ذمہ داری ہے، اور ازدواجی قربت دونوں کا باہمی حق ہے جو بھلائی، عدم ضرر اور شرعی اعذار کے دائرے میں استعمال ہوتا ہے۔ طلاق کے احکام میں قرآن نے اصلاح، ثالثی، عدت، رجوع، گواہی اور بھلائی کے ساتھ علیحدگی کو منظم کیا۔ خلع، تفویض طلاق، فسخ اور قضائی تفریق کے متعدد راستے اسلامی فقہ میں موجود ہیں، جن سے عورت کو مؤثر حقِ اختلاع حاصل ہے۔

ہارالڈ موٹزکی کا مقالہ Marriage and Divorce اس موضوع پر وسیع علمی مواد فراہم کرتا ہے، اور اس کے متعدد حصے قرآنی سماجی فکر کی اہمیت کو درست طور پر واضح کرتے ہیں۔ تاہم چند مقامات پر رابرٹسن اسمتھ، اسٹرن اور واٹ سے متاثر تاریخی و سماجی منہج قرآنی تعلیمات کے متصادم آ جاتا ہے۔ موٹزکی کے متعدد دعوے قرآنی اصولوں، فقہی تفصیلات اور اسلامی اخلاقیات کے ساتھ مکمل مطابقت نہیں رکھتے۔ خصوصاً شریک حیات کے قواعد کو "مردانہ زاویہ" کہنا، ازدواجی تعلق کو جنسی اطاعت اور یک طرفہ اختیار میں محدود کرنا، مہر کو "سرمایہ کاری" قرار دینا، طلاق کو مرد کی سرمایہ کاری کا خسارہ کہنا، عورت کے طلاق کے اختیار کو "شوہر کی ملکیت، بشمول خود عورت" سے جوڑنا، عورت کے حق اختلاع کو صرف شوہر کے طلاق طریقے سے ناپنا، اور تعدد ازواج کو تاریخی طور پر غیر مروج کہنا ایسے نکات ہیں جنہیں قرآن، اصول تفسیر اور معاصر مسلم دانشوروں کی آراء میں محدود یا درست کرنا ضروری ہے۔ معاصر اہل علم کی توضیحات سے یہ تعبیر سامنے آتی ہے کہ نکاح سکون، مودت اور رحمت کا ذریعہ ہے، ازدواجی تعلق زوجین کا باہمی حق ہے، مہر عورت کا خالص حق ہے، عورت شوہر کی ملکیت نہیں، طلاق کے متعدد راستے موجود ہیں، ولی کا کردار عورت کی مصلحت اور تحفظ کے لیے ہے، اور تعدد ازواج عدل کی شرط کے تحت منظم ہے۔ یہی جامع تعبیرات قرآن کے "میثاقاً غلیظاً" (پختہ عہد)، "بھلائی"، "احسان" اور "عدم ضرر" کے اصولوں سے زیادہ ہم آہنگ ہے۔

References

[1] https://www.researchgate.net/profile/Harald-Motzki, Accessed 15-07-2026.

[2] Motzki, Harald. The Origins of Islamic Jurisprudence: Meccan Fiqh before the Classical Schools. Brill, Leiden, 2002.

[3] Motzki, Harald, ed. Hadith: Origins and Developments. Ashgate, Aldershot, 2004.

[4] Motzki, Harald. Analysing Muslim Traditions: Studies in Legal, Exegetical and Maghazi Hadith. Brill, Leiden, 2010.

[5] Motzki, Harald. "Bridewealth." In Encyclopaedia of the Qurʾān, edited by Jane Dammen McAuliffe, Brill, Leiden, 2001, Vol. 1, pp258–259.

[6] Motzki, Harald. "Chastity." In Encyclopaedia of the Qurʾān, Brill, Leiden, 2001, Vol. 1, pp298–300.

[7] Motzki, Harald. "Mushaf." In Encyclopaedia of the Qurʾān, Brill, Leiden, 2003, Vol. 3, pp463–466.

[8] Motzki, Harald. "Nāmūs." In Encyclopaedia of the Qurʾān, Brill, Leiden, 2003, Vol. 3, pp515–516.

[9] Motzki, Harald. "Waiting Period." In Encyclopaedia of the Qurʾān, Brill, Leiden, 2003, Vol. 5, pp453–455.

[10]Motzki, Harald. "Marriage and Divorce." In Encyclopaedia of the Qurʾān, Brill, Leiden, 2003, Vol. 3, pp276–281. (See also references to W. Robertson Smith, Gertrude H. Stern, and W. Montgomery Watt in the article.)
[11]Motzki, "Marriage and Divorce," p. 277.
[12]Kamali, Muhammad Hashim. Shariah Law: An Introduction. (London: Oneworld Publications, 2008), p. 76.
[13] Al-Sibāʿī, Muṣṭafā, Al-Marʾah bayna al-Fiqh wa-al-Qānūn (Beirut: al-Maktab al-Islāmī, 1999), pp. 35–42.
[14]Zaydān, ʿAbd al-Karīm, Al-Mufaṣṣal fī Aḥkām al-Marʾah wa-al-Bayt al-Muslim fī al-Sharīʿah al-Islāmiyyah (Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 1993), vol. 1, pp. 45–52
[15] . Motzki, "Marriage and Divorce," p. 279.
[16] Al-Qur'an 4:4.
[17] Abū Zahrah, Muḥammad, Al-Aḥwāl al-Shakhṣiyyah (Cairo: Dār al-Fikr al-ʿArabī, 1995), pp. 68–72.
[18]Al-Zuḥaylī, Wahbah, Al-Fiqh al-Islāmī wa-Adillatuh, vol. 9, pp. 155–160.
[19] Zaydān, Al-Mufaṣṣal fī Aḥkām al-Marʾah wa-al-Bayt al-Muslim, vol. 5, pp. 112–118.
[20] Al-Sibāʿī, Al-Marʾah bayna al-Fiqh wa-al-Qānūn, pp. 52–58.
[21] Motzki, "Marriage and Divorce," p. 279.
[22]Ali, Kecia. Marriage and Slavery in Early Islam, (Cambridge: Harvard University Press, 2010), pp. 1–20.
[23]Kamali, Muhammad Hashim. "Divorce and Women's Rights: Some Muslim Interpretations of S. 2:228." *The Muslim World*, Vol. 74, No. 2, 1984, pp. 85–99.
[24]Zaydān, Al-Mufaṣṣal fī Aḥkām al-Marʾah wa-al-Bayt al-Muslim fī al-Sharīʿah al-Islāmiyyah, vol. 5, pp. 85–92.
[25] Al-Zuḥaylī, Al-Fiqh al-Islāmī wa-Adillatuh, vol. 9, pp. 165–170
[26] Motzki, "Marriage and Divorce," p. 280.
[27] Kamali, Shariah Law: An Introduction, p. 76.
[28] Ali, Marriage and Slavery in Early Islam, pp. 185–200.
[29]Zaydān, Al-Mufaṣṣal fī Aḥkām al-Marʾah wa-al-Bayt al-Muslim fī al-Sharīʿah al-Islāmiyyah, vol. 7, pp. 45–52.
[30]Al-Zuḥaylī, Al-Fiqh al-Islāmī wa-Adillatuh, vol. 9, pp. 175–182.
[31]Barlas, Asma. Believing Women in Islam: Unreading Patriarchal Interpretations of the Qur'an, (Austin: University of Texas Press, 2002), pp. 115–135.
[32]. Motzki, "Marriage and Divorce," p. 281.
[33]Mawdūdī, Sayyid Abū al-Aʿlā, Tafhīm al-Qurʾān (Lahore: Idārah Tarjumān al-Qurʾān, 1972), vol. 1, pp. 310–315.
[34]Ibn ʿĀshūr, Muḥammad al-Ṭāhir, Al-Taḥrīr wa-al-Tanwīr (Tunis: al-Dār al-Tūnisiyyah li-al-Nashr, 1984), vol. 4, pp. 218–22.
[35]Fazlur Rahman. Major Themes of the Qur'an, (Chicago: University of Chicago Press, 2009), p. 132.
[36]Kamali, Shariah Law: An Introduction, pp. 85–90.
[37]Al-Qaraḍāwī, Yūsuf, Al-Ḥalāl wa-al-Ḥarām fī al-Islām (Cairo: Maktabat Wahbah, n.d.), pp. 190–195.